ابوالوفا مولانا عبدالحمید فاضل عربی۔

قسط نمبر ۲

القول المفید فی ردّ التقلید

یہ مقالہ جامعہ محمدیہ اہلحدیث ڈسکہ کے ماہانہ اجلاس میں پڑھا گیا۔

فرقہ بندی کا بنیادی سبب تقلید ہے۔

ظہورِ تقلید کے بعد مسلمان مختلف فرقوں میں بٹ گئے اور وحدت اسلامی اس طرح پارہ پارہ ہوئی کہ ایک گروہ دوسرے گروہ کو کافر سمجھنے لگا۔

مولانا عبدالحیٔ حنفی الکھنوی اپنی کتاب "الفوائد البھیہ فی تراجم الحنفیہ" کے صفحہ نمبر ۱۵۲ میں عیسیٰ بن سیف حنفی فقیہہ کے حالات ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

(ترجمہ) عیسیٰ بن سیف سے ان کے والد نے کہا کہ بیٹا تیرے گھر کے سارے افراد شافعی ہیں، تو حنفی کیسے ہو گیا؟ عیسیٰ بن سیف کہنے لگے۔ تمہارے گھر میں اگر ایک آدمی مسلمان ہو گیا ہے تو

اسی طرح احناف کے ایک اور بزرگ محمد بن موسیٰ البلد ساغونی جو دمشق کے قاضی تھے فرماتے ہیں۔

"لو کان لی امرٌ لاخذتُ الجزیۃ من الشافعیۃ" (میزان الاعتدال ج ۴، ۵۲)

کہ اگر میری حکومت ہوتی تو میں شافعیوں سے ضرور جزیہ وصول کرتا فقہ حنفی کی مشہور کتاب درِّ مختار میں ہے۔

من ارتحل الی مذھب الشافعی یُعَزَّرُ (در مختار ج ۱ ص ۵)

جو حنفیت کو ترک کر کے شافعیت کو قبول کرے گا۔ اس کو تعزیر لگائی جائے گی اور تھوڑا آگے چل کر مزید فرماتے ہیں۔

"ولا تقبلُ شھادۃ مَنِ انتقل من مذھب الی حنیفۃ الی مذھب الشافعی"۔ (ایضاً)

حنفیت سے منہ پھیر کر شافعیت کو قبول کرنے والے کی شہادت قبول نہ ہو گی۔

دوسری طرف حنابلہ کے بہت بڑے بزرگ امام ہروی فرماتے ہیں۔

من لیس بحنبلی فلیس مسلماً (تذکرۃ الحفاظ)

جو حنبلی نہیں وہ مسلمان ہی نہیں۔

ایک طرف مقلدین کا دعویٰ ہے۔ کہ مذاہب اربعہ کے حق ہونے میں امت کا اجماع ہے۔ دوسری طرف فقہ حنفی اور شافعی دونوں کے قبول کرنے والے ایک دوسرے کو حق پر سمجھنے کے لیئے تیار نہیں۔

آئمہ اربعہ کے مقلدین نے اپنے اپنے امام کی مدح یا دوسروں کی تنقیص میں اس قدر غلو سے کام لیا کہ شوافع کے نزدیک امام ابوحنیفہؒ اور احناف کے نزدیک امام شافعیؒ امت کے لیئے فتنہ تھے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ بعض احناف نے اپنے امام کی مدح میں سراج امتی جیسی حدیث وضع کردی اور امام شافعی کی تنقیص میں یہ حدیث بنا ڈالی

"یکون فی امتی رجل یقال لہ محمد بن ادریس الشافعی یکون اضر علی امتی من ابلیس" (نزھۃ النظر حاشیہ نخبۃ الفکرص۲ بحوالہ مقلدین آئمہ کی عدالت میں)

میری امت میں محمد بن ادریس ایک شخص ہوگا۔ جو میری امت کے لیئے شیطان سے بھی زیادہ نقصان دہ ہوگا

تفصیل کے طالب ظفر المبین، نور الانوار، درمختار، معیار الحق، التنکیل، مقلدین آئمہ کی عدالت میں تذکرہ الحفاظ وغیرہ کا مطالعہ فرمائیں۔ وہاں آپ محسوس فرمائیں گے۔

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ　　کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی۔

تاریخ التقلید

خیر القرون تین زمانے ہیں۔ نمبر۱ رسول کریم کا مبارک دور (۲) صحابہ کا دور (۳) تابعین کا دور۔

ہم یہ دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ ان تینوں ادوار میں تقلید کا قطعی وجود نہ تھا۔ بلکہ لوگ کتاب وسنت کے پیرو تھے۔ اور قرآن وحدیث ہی کو اپنے لیئے مشعل راہ جانتے تھے۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حجۃ اللہ البالغہ میں صحابہ وتابعین کے مسلک پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔" وقد تواتر عن الصحابۃ والتابعین انھم کانوا اذا بلغھم الحدیث یعملون بہ من غیر ان یلاحظوا شرطاً

ترجمہ:۔ صحابہ اور تابعین سے بتواتر ثابت ہے۔ کہ جب ان کو کوئی حدیث پہنچتی۔ تو کسی شرط کا لحاظ کیئے بغیر وہ اس پر عمل کرتے۔

غرض: صحابہ اور زمانہ صدرِ اوّل کے مسلمان منبع سنتِ رسول کریمؐ اور مکمل طور پر "واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرقوا" کی تصویر تھے۔ رسولِ کریم علیہ التحیہ والتسلیم دنیا سے تشریف لے جانے وقت دو چیزیں (کتاب وسنت) چھوڑ کر فرما گئے تھے۔ کہ جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رہو گے۔ گمراہ نہیں ہو گے۔ (موطا امام مالک)

چنانچہ باقتضاء بشریت وطبائع متضاد کے ان میں بھی باہمی اختلافات رونما ہوئے۔ مگر سخت سے سخت اختلاف میں بھی انہوں نے کتاب وسنت کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا اور امت محمدیہؐ کے شیرازہ کو بکھرنے نہیں دیا

پہلا واقعہ رحمۃ العالمین کے فوت ہو جانے کے بعد سب سے پہلا اور بڑا اختلاف خلافت سے متعلق پیدا ہوا۔ سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار اور مہاجرین جمع ہوئے مہاجرین کہتے تھے کہ خلیفہ ہم میں سے ہو۔ اور انصار کہتے تھے کہ رسول اللہ کی جانشینی کا حق ہمیں پہنچتا ہے۔ باہم کشمکش ہوئی قریب تھا کہ تلواریں میان سے باہر آجاتیں تو حضرت ابوبکر تشریف لاتے ہیں اور فرماتے ہیں۔

"یا معشر الانصار والمهاجرة انی سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الائمة من قریش"

کہ انصار اور مہاجرین کی جماعت میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ کہ امامت قریش کا حق ہے۔

یہ سنتے ہی انصار کے سارے جوش پر پانی پڑ گیا اور حدیثِ رسول کے سامنے سب نے سرِ تسلیم خم کر دیا

دوسرا واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین کا تھا۔ صحابہ میں اختلاف ہوا کہ آپ کس مقام پر دفن کیا جائے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

"النبی یدفن حیث قبض" کہ نبی کو وہیں دفن کیا جائے جہاں ان کا انتقال ہوا۔ بالآ اسی پر فیصلہ ہوا اور آپ کو حجرہ عائشہ صدیقہؓ جہاں آپ کا انتقال ہوا تھا، دفن کیا گیا۔

تیسرا واقعہ زمانہ خلافتِ صدیقی میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ کی بابت سوال کیا گیا۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے صحابہ کرام کی موجودگی میں فرمایا

خدارا بتاؤ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا

نحن معشر الانبیاء لا نورث ما ترکنا صدقۃ (بخاری)

کہ ہم انبیاء کی جماعت کا ترکہ تقسیم نہیں ہوتا۔ ہم جو چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ سب نے بالاتفاق کہا "نعم" ہاں۔ پھر کسی نے ترکہ کا مطالبہ نہ کیا

چوتھا واقعہ حضرت عمر فاروق رضی کو دوران سفر شام معلوم ہوا کہ وہاں طاعون کی وبار پھیلی ہوئی ہے۔ تو مشورہ کیا گیا ایک گروہ نے کہا کہ واپس چلے جانا چاہیے اور دوسرے نے کہا اللہ کی تقدیر سے بھاگنا نہیں چاہیے۔ گفتگو جاری تھی کہ عبد الرحمٰن بن عوف تشریف لے آتے ہیں اور طرفین کے بیان سن کر فرمانے لگے ہیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس جگہ تم ہو اور وہاں طاعون پھیل جائے تو وہاں سے بھاگو نہیں اور جہاں طاعون ہو وہاں جاؤ نہیں چنانچہ فرمان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہی سب نے سر تسلیم خم کر لیا۔　　(بخاری)

پانچواں واقعہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ مقلدین کو غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔

جب آپ نے خلافت فاروقی میں حج تمتع کا احرام باندھا تو ایک شخص نے کہا، عبد اللہ تو نے حج تمتع کا احرام باندھا ہے۔ حالانکہ تیرے باپ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔ کہ کوئی شخص حج تمتع نہ کرے تو حضرت عبد اللہ فرماتے ہیں۔

ارایت ان کان ابی قد نھی عنھا و منعھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ءامر ابی یتبع ام امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(ملخص از جامع ترمذی ج ۱ ص ۱۳۲)

تو ہی بتا اگر کسی کام سے میرا باپ منع کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ کام ثابت ہو تو اامر ابی یتبع ام امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے باپ کا حکم مانا جائے یا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ پوچھنے والا کہنے لگا بل امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم تو اللہ کے رسول کا ہی مانا جائے گا تو حضرت عبد اللہ فرمانے لگے حضور کے مقابلہ میں میرے باپ عمر کا حکم پیش نہ کرو۔

ہوتے ہوئے مصطفیٰ کی گفتار　　مت دیکھ کسی کا قول و کردار

خیرالقرون کا تیسرا دور

دورِ صحابہ کی طرح تابعین کرام کا دور بھی تقلید سے مبرّا تھا۔ اور تابعین میں سے کوئی شخص بھی اپنے سے بڑے تابعی یا پھر صحابی کا مقلّد نہیں تھا۔ عندالضرورت وہ کسی عالم سے مسئلہ دریافت کر لیتے۔ جیسا کہ حافظ ابن القیم علیہ الرحمۃ اس دور بلکہ ما بعد و اسے دور کے حالات بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

ترجمہ :- تقلید کا وجود تابعین اور تبع تابعین کے زمانہ میں بالکل نہیں تھا۔ ہم اگر اس دعوای میں غلط ہیں تو کوئی مقلّد ہمارے اس دعوای کو غلط ثابت کرے اور ہمیں بتلائے کہ کوئی شخص بھی (مذکورہ ادوار میں) مقلدین کے اس طریق پر چلا ہو۔ جس پر موجودہ مقلدین چل رہے ہیں۔ یہ بدعت چوتھی صدی ہجری میں پیدا ہوئی، جس کی مذمت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے صادر ہو چکی تھی۔ (اعلام الموقعین ص۱۴۵ جلد نمبر۲ طبع منیریہ)

جس کی وجہ سے ان لوگوں نے اقوال آئمہ سے شرمگاہوں کو حلال کیا اور خونوں کو بہایا۔ مالِ ناحق کے تصرف کو جائز کیا۔ بعض حلال چیزوں کو حرام میں بدل ڈالا اور بعض حرام کو حلال میں (اور لطف کی بات یہ ہے۔) وہ جس کی تقلید کرتے ہیں ان کے درست اور غلطی پر ہونے کا انہیں علم تک نہیں ہوتا۔ (کیونکہ امام معصوم نہیں ہوتا۔ غلطی اور درستگی دونوں کا احتمال ہے) امام ابن قیمؒ کے اس دعوای کی صداقت تابعین کے طرزِ عمل سے دیکھیے۔ چنانچہ مشہور تابعی امام محمد بن سیرینؒ جن سے بعض اوقات صحابہ کرام بھی تعبیرِ رویا کے سلسلہ میں معلومات حاصل کرتے تھے۔ فرماتے ہیں۔

کانوا یرون انہ علی طریقٍ ما دام علی الاثرِ (الایقاظ ص۱۴)

کہ صراطِ مستقیم حدیث پر عمل کرنے کا نام ہے۔

۲۔ قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں۔

ان السنۃ سبقت قیاسکم فاتبعوہا ولا تبتدعوا فانکم لن تضلوا ما اخذتم بالاثر (الایقاظ ص۱۴)

سنت تمہارے قیاس سے پہلے وجود میں آ چکی ہے۔ تم سنت کی اتباع کرو اور بدعت پر عمل نہ کرو تم ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ جب تک حدیث پر عمل کرو گے۔

۳۔ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں۔

انما ہلک من کان قبلک

حين تشعبت السبل و حادوا عن الطريق فتركوا الاثار وقالوا في الدين برايهم فضلوا واضلوا» (اعلام الموقعين ج ۱ ص ۴۴)

پہلے لوگ اس لیئے ہلاک ہوئے کہ انہوں نے مختلف رستوں کو اپنایا، آثار اور صراطِ مستقیم سے ہٹ کر رائے سے کام لیا۔ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔

۴۔ خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز

فرماتے ہیں۔

انہ لا رای لاحد مع سنة سنها رسول الله صلی الله علیه وسلم۔

سنت رحدیث کی موجودگی میں کسی کے قول کو قبول نہیں کیا جا سکتا۔

تقلید آئمۂ اربعہ کی نظر میں

امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

(۱) انی لا اقلد لتابعی لانهم رجال ونحن رجال (نور الانوار)

کہ میں کسی تابعی کا مقلد نہیں کیونکہ وہ بھی ہماری طرح کے آدمی ہیں۔

(۲) اذا قلت قولا يخالف كتاب الله وخبر رسول الله فاتركوا قولي۔ (المختصر الموئل ص ۳۸)

جب میرا قول کتاب اللہ اور سنت نبوی کے خلاف ہو تو اسے چھوڑ دو۔

(۳) اذا قلت قولا وكتاب الله يخالفه فاتركوا قولي لكتاب الله فقيل اذا كان خبر رسول الله صلى الله عليه يخالفه قال اتركوا قولي لخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم فقيل اذا كان قول الصحابة يخالفه قال اتركوا قولي لقول الصحابة۔

کسی شاگرد نے حضرت امام ابوحنیفہؒ سے پوچھا اگر آپ کا فتوٰی کتاب اللہ یا سنت رسول کے خلاف ہو تو کیا کرنا چاہیے۔

تو آپ نے ارشاد فرمایا جب میرا فتوٰی کتاب اللہ اور سنت رسول یا قولِ صحابہ کے خلاف ہو تو میرے فتوے کو چھوڑ کر کتاب وسنت اور قول صحابہ پر عمل کرو۔

؎ کہوں کیا میں تجھ سے کیا چاہتا ہوں جفا ہو چکی اب وفا چاہتا ہوں

امام دار الہجرۃ حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ

فرماتے ہیں۔

(۱)۔ انما انا بشر

اخطئ و اصیب فانظروا فی رائی فکل ما وافق الکتاب والسنۃ

فخذوا بہ وما لم یوافق الکتاب والسنۃ فاترکوا (اعلام الموقعین)

میں ایک انسان ہوں۔ مجھ سے غلط اور صحیح دونوں کا احتمال ہے۔ میری بات کی تحقیق کر لیا کرو جو کتاب و سنت کے موافق ہو اس پر عمل کرو جو مخالف ہو اسے رد کر دو۔

(۲) ما من احد الا و ماخوذ من کلامہ و مردود علیہ الا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (عقد الجید ص۳۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ہر انسان کی باتوں کو رد کیا جا سکتا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

(۱) اذا وجدتم فی کتابی خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقولوا بسنۃ ودعوا ما قلت (المختصر المؤمل ص۳۵)

جب بھی تم میری کتاب میں رسول اللہ کے مخالف کوئی بات دیکھو تو اسے چھوڑ کر سنت پر عمل کرو۔

کلّ ما قلت وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلاف قولی مما یصحّ فحدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم اولی بالقبول و لا تقلدونی (حوالا مذکور)

اگر حدیث کے خلاف میرا کوئی قول ہو تو اسے چھوڑ کر حدیث پر عمل کرو۔ کیونکہ حدیث پر عمل کرنا بہت ہی بہتر ہے۔ اور میری تقلید نہ کرنا۔

(۳) اذا صح الحدیث فھو مذھبی واذا رایتم کلامی یخالف الحدیث فاعملوا بالحدیث واضربوا بکلامی الحائط (عقد الجید ص۳۲)

میرا مذہب صحیح حدیث ہے۔ جب تم میرے کلام کو حدیث کے خلاف پاؤ تو اسے دیوار کے ساتھ مار دو اور حدیث پر عمل کرو۔

شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی فرماتے ہیں۔

فقد صح عن الشافعی انہٗ نھی عن تقلیدہٖ وعن تقلیدِ غیرہٖ (عقد الجید ص۱۲۲)

یعنی امام شافعیؒ سے یہ بات ثابت ہے۔ کہ انہوں نے اپنی اور غیر کی تقلید سے منع کیا تھا۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

لا تقلدونی و لا تقلدوا فلانا

وخذوا من حیث اخذوا (المختصر المؤمل ص۳۸)

۲- لا تقلدنی ولا تقلدن مالکا ولا غیرہ وخذ الاحکام من حیث اخذوا من الکتاب والسنۃ (عقد الجید ص۱۲۳)

۳- لا تقلدونی ولا تقلدن مالکا ولا الاوزاعی ولا النخعی ولا غیرھم وخذ الاحکام من حیث اخذوا من الکتاب والسنۃ (عقد الجید ص۱۲۴)

۴- لا تقلد دینا احدا من ھؤلاء ماجاء من النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ فخذ بہ ثم التابعین (المختصر ص۳۸)

امام احمد بن حنبلؒ کے کلام کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ نہ میری نہ امام مالکؒ نہ امام اوزاعیؒ نہ امام نخعیؒ اور نہ ان کے علاوہ کسی دوسرے کی تقلید جائز ہے۔ بلکہ کتاب وسنت پر عمل کرو

امام محمد تلمیذ خاص امام ابوحنیفہ

اپنے استاد امام ابوحنیفہ کے متعلق فرماتے ہیں۔

لو جاز التقلید کان من مضیٰ من قبل ابی حنیفہ مثل الحسن البصری وابراھیم النخعی احری ان یقلدوا۔

(مبسوط، علامہ سرخسی ج ۱۲، ۲۸)

اگر تقلید جائز ہوتی تو ابوحنیفہ سے پہلے جو لوگ گذر چکے ہیں ان کی تقلید زیادہ مناسب تھی۔ جیسے امام حسن بصری۔ ابراہیم نخعی (استاد امام ابوحنیفہ) زیادہ حقدار تھے۔ کہ ان کی تقلید کی جاتی۔

فاھرب عن التقلید فھو ضلالۃ ان المقلد فی سبیل الھالک

ہم نے اختصار کو مدِ نظر رکھتے ہوئے تقلید کی ماہیت، کیفیت اور اس کی حقیقت پر مختصر دلائل پیش کیئے ہیں۔ جن سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آگئی ہے کہ تقلید کا وجود خیر القرون بلکہ مابعد کے دور میں بھی نہیں ملتا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ تقلید معرضِ وجود میں کب آئی۔ اس کا جواب آج سے کئی سو سال پہلے حافظ ابنِ قیم علیہ الرحمۃ دے چکے ہیں۔ کہ

انما حدثت ھذہ البدعۃ فی القرن الرابع المذموم علی لسان

[illegible] (... ص۱۹۵)

کہ تقلید کی بدعت چوتھی صدی ہجری میں شروع ہوئی۔ جس کی مذمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی

پانچویں صدی ہجری کے عظیم القدر امام ابن حزم ظاہری تقلید کی ابتدا۔ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

انما ظهر القياس في القرن الرابع فقط مع ظهور التقليد (الاحکام ابن حزم)

قیاس اور تقلید کا ظہور چوتھی صدی ہجری میں ہوا۔

امام ابنِ حزم کی تحقیق کے مطابق قیاس اور تقلید ایک ہی دور کی پیداوار ہیں۔ یعنی جب قیاس پر عمل شروع ہوا تو اسی دور میں تقلید شروع ہوگئی۔ احناف کے بہت بڑے بزرگ جن کو محقق زمان ہونے کا لقب حاصل ہے مولانا

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی

فرماتے ہیں۔

فان اهل السنة والجماعة قد افترق بعد قرون الثلاثة او الاربعة على اربعة مذاهب (تفسیر مظہری)

اہل سنت میں چار مذاہب تین یا چار صدیوں کے گذر جانے کے بعد پیدا ہوئے۔ علامہ پانی پتی کی تحقیق کے مطابق تقلیدی مذاہب چوتھی صدی ہجری کے پیداوار ہیں۔

انہی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات ان کی
انہی کی محفل سجا رہا ہوں چراغ میرا ہے رات ان کی۔

تقلید راہِ اسلام میں رکاوٹ ہے۔

سابقہ اوراق میں ہم ذکر کر آئے ہیں۔ کہ تقلید کے عروج کے ساتھ ہی مسلمانوں میں رسہ کشی شروع ہوگئی۔ اور امتِ مسلمہ مختلف فرقوں میں بٹ گئی ایسے ہی تقلید بعض اوقات اسلام کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ ثابت ہوئی۔ چنانچہ علامہ سلطان معصوی المکی جو قریبی دور کے بہت بڑے محدث اور فقیہہ تھے کو جاپان سے ایک خط موصول ہوا جس میں خط لکھنے والے نے ایک اہم واقعہ ذکر کیا کہ جاپان میں چند پڑھے لکھے اور سمجھ دار لوگ مسلمان ہونا چاہتے تھے۔ تو انہوں نے ٹوکیو کی جمعیت المسلمین پر اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ جو لوگ ہندوستان سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ کہنے لگے تم حنفیت قبول کرو اور جو لوگ انڈونیشیا سے تعلق رکھتے تھے وہ کہتے لگے تم شافعیت قبول کرو جب ان جاپانیوں کو ان کے خیالات کا علم ہوا۔

تو وہ نہایت متعجب ہوئے اور اس کھینچاتانی میں وہ اسلام کی دولت سے محروم رہ گئے۔

فانا للہ وانا الیہ راجعون:

(ھل المسلم ملزم باتباع مذہب معین ۳۲ طبع کویت)

اس واقعہ سے یہ بات واضح ہوگئی ہے۔ کہ مقلدین کو اسلام سے زیادہ اپنا تقلیدی مذہب عزیز ہے۔

ہے فقط توحید وسنت امن وراحت کا طریق
فتنہ جنگ وجدل تقلید سے پیدا نہ کر

اہل حدیث کا نظریہ

اہلحدیث کا نقطہ نظر یہ ہے۔ کہ دنیا میں صرف ایک ہی شخصیت ایسی ہے۔ جس کی ہر بات ماننا فرض ہے۔ اور وہ ہیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن کی ہر بات وحی الٰہی ہے۔ قرآن بتاتا ہے۔

مصطفٰے ہرگز نہ گفتے تا نہ گفتے جبرائیل
وجبرائیلش ہرگز نہ گفتے تا نہ گفتے کردگار

ہمارا دعوٰی ہے کہ آپ کے علاوہ یعنی انبیاء کے سوا کوئی انسان معصوم نہیں۔ اسی لیے ہم حضورؐ کے مقابلہ میں کسی امتی کی بات ماننے کو تیار نہیں۔ امتی تو درکنار ہم کسی نبی کی بات بھی حضورؐ کے مقابلہ میں نہیں مانتے۔

حضرت عمرؓ نے جب حضورؐ کے سامنے تورات کے ورق پڑھنا شروع کیے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا عمرؓ! یہ تو تورات کے بوسیدہ اور پرانے اوراق ہیں۔

والذی نفس محمد بیدہ لو بدا لکم موسیٰ فاتبعتموہ وترکتمونی لضللتم عن سواء السبیل (دارمی)

ترجمہ: مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اگر صاحب توراۃ موسیٰ علیہ السلام بھی تشریف لے آئیں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کی اطاعت شروع کردو تو سیدھی راہ سے بھٹک جاؤ گے۔ آپ ہی فرمائیے کہ اگر حضورؐ کے مقابلہ میں موسیٰ پیغمبر کی بات ماننا گمراہی ہے تو کسی امتی کی تقلید کس طرح ہدایت ہوسکتی ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ امام کی کوئی بھی بات قبول کرنا گمراہی ہے۔ بلکہ ہم کہتے ہیں کہ اماموں کی بات مانو مگر ایک چھوٹی سی ترمیم کرلو وہ یہ کہ جو بات رسول کریمؐ کے فرمان کے مخالف ہو اسے چھوڑ دو اگر آپ ہماری یہ ترمیم قبول کرلیں تو ہم یہ

بات کہیں گے ۔

کون کہتا ہے کہ ہم تم میں جدائی ہو گی
یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہو گی

اہل حدیث اور مقلدین کے نقطہ نظر کی وضاحت کے لیے ایک مثال

آخر میں اپنے اور مقلدین کے نقطہ نظر یا طرز عمل کی وضاحت کے لیئے ایک مثال پیش کرتا ہوں جس سے آپ ہمارا موقف اچھی طرح سمجھ سکیں گے۔

ایک شخص بازار سے ایک ٹوپی خرید کر لاتا ہے۔ اتفاق سے اس کا سر بڑا اور ٹوپی چھوٹی ہو ہم اسے مشورہ دیتے ہیں کہ بھائی بازار واپس جاؤ اور دوکاندار سے کہو کہ جناب چونکہ آپ کی ٹوپی چھوٹی ہے اور میرا سر بڑا لہذا آپ برائے مہربانی ٹوپی واپس کر لیں، مجھے وہ ٹوپی دیں جو میرے سر پر پوری ہو لیکن ہمارے مقلدین بھائی اسے مشورہ دیتے ہیں۔ کہ بھائی بڑے آئے ہو واپس نہ کرو کہ دوکاندار کی توہین ہوگی۔ وہ کہتا ہے کہ میں اسے کیا کروں؟ میرے سر پر پوری نہیں آتی تو وہ فرماتے ہیں کہ سر تو تھوڑا تھوڑا کٹوا لیں ہم کہتے ٹوپی بدلوائیں مگر ہمارے بھائی کہتے ہیں کہ ٹوپی نہ بدلاؤ سر چھوٹا کرالو۔ کہیں جناب ٹوپی واپس کرنی چاہیے یا سر کی قطع و برید کرنی چاہیے ۔؟

قرآن وحدیث دین کا سر ہیں۔ اگر کسی امام کی بات قرآن وحدیث کے مطابق نہ ہو تو امام کا قول چھوڑ دو۔ قرآن وحدیث کی قطع و برید نہ کرو۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں۔
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں۔

وی پی آرہا ہے: جن معاونین کرام کا سالانہ زر تعاون ختم ہو چکا ہے ان کے نام پرچہ بذریعہ وی۔ پی بھیجا جا رہا ہے۔ جس کا وصول کرنا ان کا دینی، جماعتی اور اخلاقی فرض ہے۔

● دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے۔ بصورت دیگر تاخیر کا ادارہ ذمہ دار نہ ہو گا۔

(مینجر)